

روم تصور کی تشکیل کرتا ہے - نمبر ایک

ایک ذاتی تعبیر

Jeff Pippenger

2024-06-28

اور انہی دنوں میں بہت سے لوگ جنوب کے بادشاہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے؛ اور تیری قوم کے غارتگر بھی رویا کو قائم کرنے کے لیے اپنے آپ کو بلند کریں گے، لیکن وہ گر جائیں گے۔ دانی ایل 11:14.

عیسائیت کے سیاق میں "عقیدہ" کا لفظ بائبل کے مسلمہ حقائق کی نمائندگی کرتا ہے۔ اپنے آپ کو مسیحی کہنے والی مختلف تنظیمیں ان باتوں کے مختلف مجموعے رکھتی ہیں جنہیں وہ بائبل عقائد قرار دیتی ہیں، لیکن حق صرف ایک ہے۔ "مطلق سچائی" اور "کثرتیت" کا امتیاز فی الحال ہماری بحث کے دائرہ کار سے باہر ہے۔

پس پیلاطس نے اُس سے کہا، کیا پھر تو بادشاہ ہے؟ یسوع نے جواب دیا، تو کہتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں۔ اسی لیے میں پیدا ہوا اور اسی لیے میں دنیا میں آیا کہ حق کی گواہی دوں۔ جو کوئی حق کا ہے وہ میری آواز سنتا ہے۔ پیلاطس نے اُس سے کہا، حق کیا ہے؟ اور یہ کہہ کر وہ پھر یہودیوں کے پاس باہر گیا اور اُن سے کہا، میں اُس میں کوئی قصور نہیں پاتا۔ یوحنا 18:37، 38.

سچائی خدا کا کلام ہے؛ یہ اس کی آواز ہے اور یہ خود مسیح ہے۔

ہمیں خود جاننا چاہیے کہ مسیحیت کی حقیقت کیا ہے، سچائی کیا ہے، وہ ایمان کیا ہے جو ہمیں ملا ہے، اور بائبل کے قواعد کیا ہیں—وہ قواعد جو ہمیں اعلیٰ ترین اختیار کی طرف سے دیے گئے ہیں۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنے ایمان کی بنیاد رکھنے کے لیے کسی معقول وجہ کے بغیر اور معاملے کی سچائی کے بارے میں کافی ثبوت کے بغیر ہی ایمان لے آتے ہیں۔ اگر کوئی خیال ان کی پہلے سے قائم شدہ آراء کے ہم آہنگ ہو تو وہ اسے فوراً قبول کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ وہ سب سے نتیجے تک استدلال نہیں کرتے، ان کے ایمان کی کوئی ٹھوس بنیاد نہیں، اور آزمائش کے وقت انہیں معلوم ہوگا کہ انہوں نے ریت پر عمارت کھڑی کی تھی۔

جو شخص پاک کلام کے بارے میں اپنے موجودہ ناقص علم پر قناعت کر کے مطمئن ہو بیٹھتا ہے، اور یہ سمجھتا ہے کہ نجات کے لیے یہی کافی ہے، وہ مہلک دھوکے میں آرام کر رہا ہے۔ بہت سے ایسے ہیں جو کتابی دلائل سے پوری طرح لیس نہیں، تاکہ وہ غلطی کو پہچان سکیں اور ان تمام روایات اور توہم پرستی کی مذمت کر سکیں جو سچائی بنا کر تھوپی گئی ہیں۔ شیطان نے عبادتِ خدا میں اپنے خیالات داخل کر دیے ہیں تاکہ وہ انجیلِ مسیح کی سادگی کو بگاڑ دے۔ بڑی تعداد میں ایسے لوگ جو موجودہ سچائی پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں، یہ نہیں جانتے کہ وہ ایمان کیا ہے جو ایک بار مقدسین کے سپرد کیا گیا تھا—مسیح تم میں، جلال کی امید۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ پرانے سنگِ میل کی حفاظت کر رہے ہیں، لیکن وہ نیم گرم اورے پرواہ ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ محبت اور ایمان کی حقیقی فضیلت کو اپنے تجربے میں بن لینا اور اس کے مالک ہونا کیا ہوتا ہے۔ وہ پاک کلام کے گہرے طالب علم نہیں، بلکہ سست اورے توجہ ہیں۔ جب پاک کلام کی آیات کے بارے میں آراء کا اختلاف پیدا ہوتا ہے تو جو لوگ مقصد کے ساتھ مطالعہ نہیں کرتے اور اس بارے میں پختہ نہیں کہ وہ کیا ایمان رکھتے ہیں، سچائی سے برگشتہ ہو جاتے ہیں۔ ہمیں ہر ایک پر یہ ضرورت واضح کرنی چاہیے کہ الہی سچائی کو لگن سے تلاش کریں، تاکہ وہ جانیں کہ وہ واقعی جانتے ہیں کہ سچائی کیا ہے۔ بعض لوگ بہت علم کا دعویٰ کرتے ہیں اور اپنی حالت پر مطمئن ہو جاتے ہیں، حالانکہ ان میں کام کے لیے کوئی زیادہ جوش نہیں، نہ خدا کے لیے اور ان جانوں کے لیے جن کے لیے مسیح مرا کوئی زیادہ گرمجوشِ محبت—گویا انہوں نے کبھی خدا کو جانا ہی نہ ہو۔ وہ پاک کلام

اس لیے نہیں پڑھتے [تاکہ] وہ اپنی جانوں کے لیے اس کے مغز و فریبی کو اپنا لیں۔ وہ یہ محسوس نہیں کرتے کہ یہ خدا کی آواز ہے جو ان سے مخاطب ہے۔ لیکن اگر ہم نجات کا راستہ سمجھنا چاہیں، اگر ہم شمس راستبازی کی کرنیں دیکھنا چاہیں، تو ہمیں مقصد کے ساتھ صحائف کا مطالعہ کرنا ہوگا؛ کیونکہ پاک کلام کے وعدے اور نبوتیں چھٹکارے کے الہی منصوبے پر جلال کی روشن کرنیں ڈالتے ہیں، جن عظیم سچائیوں کو صاف طور پر سمجھا نہیں جاتا۔ 1888 کے مواد، 403۔

ہم پر لازم ہے کہ ہم جانیں کہ وہ عقائد کیا ہیں، اور یہ کہ ان حقائق کو کیسے پیش کیا جائے، ثابت کیا جائے اور ان کا دفاع کیا جائے۔

اب ہمیں یہ بات ممکن نظر نہیں آتی کہ کسی کو اکیلا کھڑا ہونا پڑے؛ لیکن اگر خدا نے کبھی میرے ذریعے کلام کیا ہے تو وقت آئے گا جب ہم اس کے نام کی خاطر مجالس کے سامنے اور ہزاروں کے روبرو لائے جائیں گے، اور ہر ایک کو اپنے ایمان کی وجہ بیان کرنی ہوگی۔ تب حق کی خاطر اختیار کیے گئے ہر موقف پر سخت ترین تنقید ہوگی۔ اس لیے ہمیں خدا کے کلام کا مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ ہم جان سکیں کہ جن عقائد کی ہم حمایت کرتے ہیں ان پر ہم کیوں ایمان رکھتے ہیں۔ ہمیں یہ وہ کے زندہ اقوال کی تنقیدی چھان بین کرنی چاہیے۔ ریویو اینڈ پیرالڈ، 18 دسمبر 1888۔

'ہزاروں' کے سامنے لائے جانے کے لیے یہ بات ظاہر ہے کہ آخری ایام میں حق کے کچھ مدافعین کو ٹیلی وژن یا ویب نشریات جیسے کسی ذریعے سے حق کا دفاع کرنے پر مجبور ہونا پڑے گا۔ ورنہ ہزاروں لوگ ایک لاکھ چوالیس ہزار کی دی ہوئی گواہی کو اور کیسے دیکھ سکتے ہیں؟ ہم جن عقائد کی وکالت کرتے ہیں، وہ ہمارے ایمان کی بنیاد کی نشاندہی کرتے ہیں۔

کلیسیا کے اراکین انفرادی طور پر آزمائے اور پرکھے جائیں گے۔ انہیں ایسے حالات میں رکھا جائے گا جہاں انہیں سچائی کی گواہی دینے پر مجبور ہونا پڑے گا۔ بہت سے لوگوں کو کونسلوں کے سامنے اور عدالت انصاف میں بولنے کے لیے بلایا جائے گا، شاید الگ الگ اور اکیلے۔ وہ تجربہ جو اس ہنگامی صورت حال میں ان کی مدد کرتا، اسے حاصل کرنے میں انہوں نے غفلت کی ہے، اور ضائع کیے گئے مواقع اور نظر انداز کی گئی مراعات پر ندامت کے بوجھ سے ان کی روحوں بوجھل ہیں۔ گواہیاں، جلد 5، صفحہ 463۔

خدا کا کلام کبھی ناکام نہیں ہوتا، اس لیے اگر ہم ایک لاکھ چوالیس ہزار میں شمار ہونا چاہتے ہیں، تو ہمیں یہ جاننا چاہیے کہ ہم کیا مانتے ہیں، اور ہمارا ایمان خدا کے کلام میں لکھی ہوئی باتوں پر مبنی ہونا چاہیے۔ آزمائش کا وقت آنے سے پہلے، جب خدا کے لوگ ان عقائد کو بیان کرنے پر مجبور کیے جائیں گے جن پر وہ ایمان رکھتے ہیں، خدا اجازت دیتا ہے کہ غلطیاں در آئیں تاکہ اس کے لوگ اس کے کلام کا گہرائی سے مطالعہ کرنے پر مجبور ہوں۔

یہ حقیقت کہ خدا کے لوگوں کے درمیان کوئی اختلاف یا اضطراب نہیں پایا جاتا، اس بات کا قطعی ثبوت نہیں سمجھا جانا چاہیے کہ وہ صحیح تعلیمات کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں۔ یہ اندیشہ موجود ہے کہ شاید وہ حق اور باطل کے درمیان صاف امتیاز نہیں کر رہے۔ جب کلام مقدس کی تحقیق سے کوئی نئے سوال جنم نہیں لیتے، جب کوئی اختلاف رائے پیدا نہیں ہوتا جو لوگوں کو یہ یقینی بنانے کے لیے کہ ان کے پاس سچائی ہے، خود بائبل کی تلاش میں لگا دے، تو اب بھی، جیسے قدیم زمانوں میں، بہت سے ایسے ہوں گے جو روایات کو تھامے رہیں گے اور اس کی عبادت کریں گے جسے وہ جانتے ہی نہیں۔

مجھے دکھایا گیا ہے کہ بہت سے ایسے لوگ جو موجودہ سچائی کے علم کا دعویٰ کرتے ہیں، انہیں معلوم ہی نہیں کہ وہ کیا مانتے ہیں۔ وہ اپنے ایمان کے دلائل کو نہیں سمجھتے۔ انہیں موجودہ زمانے کے کام کی صحیح قدر شناسی نہیں۔ جب آزمائش کا وقت آئے گا تو ایسے مرد جو آج دوسروں کو وعظ کر رہے ہیں، جب اپنے قائم کیے ہوئے موقف کا جائزہ لیں گے، تو پائیں گے کہ بہت سی باتوں کے

لیے وہ کوئی تسلی بخش وجہ نہیں دے سکتے۔ اس طرح آزمائے جانے تک انہیں اپنی شدید لاعلمی کا پتہ نہ تھا۔ اور کلیسیا میں بہت سے ایسے ہیں جو یہ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ جس بات پر ایمان رکھتے ہیں اسے سمجھتے بھی ہیں؛ لیکن جب تک اختلاف پیدا نہیں ہوتا، انہیں اپنی ہی کمزوری کا علم نہیں ہوتا۔ جب وہ ہم عقیدہ لوگوں سے جدا کر دیے جائیں اور اپنے عقیدے کی وضاحت کے لیے تنہا اور اکیلے کھڑے ہونے پر مجبور ہوں گے، تو انہیں یہ دیکھ کر تعجب ہوگا کہ جسے وہ سچ مانتے آئے تھے اس کے بارے میں ان کے خیالات کس قدر مغشوش ہیں۔ یقینی امر ہے کہ ہمارے درمیان زندہ خدا سے روگردانی اور آدمیوں کی طرف رجوع کرنے کا رجحان رہا ہے، اور الہی حکمت کی جگہ انسانی حکمت کو رکھ دیا گیا ہے۔

خدا اپنی قوم کو بیدار کرے گا؛ اگر دوسرے ذرائع ناکام ہو جائیں تو ان کے درمیان بدعتیں داخل ہوں گی جو انہیں چھانٹیں گی، بھوسے کو گندم سے جدا کر دیں گی۔ خداوند اپنے کلام پر ایمان رکھنے والے سب لوگوں کو نیند سے جاگنے کے لیے پکارتا ہے۔ قیمتی روشنی آگئی ہے، جو اس زمانے کے لیے موزوں ہے۔ یہ بائبل کی سچائی ہے، جو ان خطرات کو دکھاتی ہے جو ہمارے بالکل سر پر ہیں۔ یہ روشنی ہمیں کلام مقدس کے دل جمعی سے مطالعے اور ان موقفوں کی نہایت تنقیدی جانچ پڑتال کی طرف لے جائے جو ہم اختیار کیے ہوئے ہیں۔ خدا چاہتا ہے کہ سچائی کے تمام پہلو اور موقف دعا اور روزے کے ساتھ پوری طرح اور ثابت قدمی سے تلاش کیے جائیں۔ ایمانداروں کو قیاسات اور اس بارے میں مبہم تصورات پر کہ سچائی کیسے کہتے ہیں، قناعت نہیں کرنی چاہیے۔ ان کا ایمان خدا کے کلام پر مضبوطی سے قائم ہونا چاہیے تاکہ جب آزمائش کا وقت آئے اور انہیں اپنے ایمان کا جواب دینے کے لیے مجالس کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ اپنے اندر کی امید کا سبب فروتنی اور خوف کے ساتھ بیان کر سکیں۔

آواز اٹھاؤ، آواز اٹھاؤ، آواز اٹھاؤ۔ وہ موضوعات جو ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں، ہمارے لیے ایک زندہ حقیقت ہونے چاہیں۔ یہ اہم ہے کہ جن تعلیمات کو ہم ایمان کے بنیادی اصول سمجھتے ہیں، ان کا دفاع کرتے وقت ہم اپنے آپ کو کبھی اس بات کی اجازت نہ دیں کہ ہم ایسے دلائل استعمال کریں جو مکمل طور پر مضبوط نہ ہوں۔ ایسے دلائل مخالف کو خاموش تو کرا سکتے ہیں، لیکن وہ حق کی توقیر نہیں کرتے۔ ہمیں مضبوط دلائل پیش کرنے چاہئیں، جو نہ صرف ہمارے مخالفین کو خاموش کر دیں بلکہ سخت ترین اور باریک ترین جانچ پرکھ پر بھی پورا اتریں۔ جو لوگ مناظرہ بازی میں تعلیم و تربیت حاصل کر چکے ہیں، ان کے بارے میں بڑا اندیشہ ہے کہ وہ خدا کے کلام کے ساتھ انصاف سے پیش نہیں آئیں گے۔ کسی مخالف سے سامنا ہو تو ہماری سنجیدہ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ہم موضوعات اس انداز سے پیش کریں کہ اس کے ذہن میں یقین بیدار ہو، نہ کہ محض ماننے والے کو اعتماد دلانے کی کوشش کریں۔

"انسان کی ذہنی ترقی چلے کتنی ہی کیوں نہ بڑھ جائے، اسے ایک لمحے کو بھی یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ مزید روشنی کے لیے صحائف مقدسہ کی جامع اور مسلسل جستجو کی ضرورت نہیں۔ بطور قوم ہمیں فرداً فرداً نبوت کے طالب علم بننے کے لیے بلایا گیا ہے۔ ہمیں بڑی سنجیدگی سے چوکس رہنا چاہیے تاکہ خدا جو بھی روشنی کی کرن ہمارے سامنے پیش کرے ہم اسے پہچان سکیں۔ ہمیں حق کی پہلی جھلکیوں کو بھی فوراً تھام لینا چاہیے؛ اور دعا کے ساتھ مطالعے کے ذریعے زیادہ واضح روشنی حاصل کی جا سکتی ہے، جسے دوسروں کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے۔" ٹیسٹیمنی، جلد 5، 708.

نبوت کے "طالب علم" جو بالآخر ایک لاکھ چوالیس ہزار پر مشتمل ہوں گے، اُن زمینی طاقتوں کے ساتھ اپنے تصادم سے پہلے "انفرادی طور پر آزمائے اور پرکھے جائیں گے" جو جلد آنے والے اتوار کے قانون کے بحران اور ایذا رسانی کو جنم دیں گی۔ وفاداروں کو سب سے پہلے خدا کی طرف سے "بیدار" کیا جائے گا۔ سوئی ہوئی کنواریاں اُس غفلت کی نیند سے "بیدار" کی جائیں گی جس میں وہ تاخیر کے وقت کے دوران گر گئی تھیں۔ اگر وہ اُس پیغام سے بیدار نہ ہوں جو خدا نے اُن مضامین کے ذریعے پیش کیا ہے جو

جولائی 2023 سے بھیجے گئے ہیں، تو خدا "بدعتوں" کو "ان کے درمیان داخل ہونے" کی اجازت دے گا، جس سے چھانٹی کے عمل کے ذریعے گندم اور زوان کی جدائی مکمل ہو جائے گی۔ ہم اب اسی چھانٹی کے عمل میں ہیں۔

جدید روم کی درست شناخت کے بارے میں جاری تنازع کی پیروی کرتے آئے لوگوں کے سامنے تین ممکنہ موقف موجود ہیں۔ ایک موقف یہ ہے کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ جدید روم ہے، دوسرا یہ کہ پاپائی اقتدار جدید روم ہے، اور تیسرا موقف یہ ہے کہ پچھلے دونوں موقف غلط ہیں اور کوئی اور طاقت ہے جس کی نمائندگی دانیال کی قوم کے لٹیرے کرتے ہیں، جو اپنے آپ کو بلند کرتے ہیں، گرتے ہیں، اور دانیال کے باب گیارہ کی آیت چودہ میں رؤیا کو قائم کرتے ہیں۔

میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ یہ اختلاف کہ آیا جدید روم پاپائی اقتدار ہے یا ریاست ہائے متحدہ امریکہ، خدا کے لوگوں کو خدا کے نبوتی کلام کا مطالعہ کرنے پر مجبور کرنے کے مقصد سے اس تحریک میں متعارف ہونے کی اجازت دی گئی ہے۔ خدا نے اپنی رحمت کے اظہار کے طور پر اس تنازع کو برپا کیا ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ یہ اختلاف جدید روم کے بارے میں یہ جاننے سے کہ کون درست ہے اور کون غلط، زیادہ اس بات سے متعلق ہے کہ خدا کے لوگوں کو آنے والے بحران کے لیے تیار کیا جائے۔ اس اختلاف کو خدا کی طرف سے اس غرض سے اجازت دی گئی اور منصوبہ بند کیا گیا کہ جو کوئی دیکھنا چاہے، اسے یہ دکھایا جائے کہ خدا کے نبوتی کلام کے بارے میں اس کی ذاتی سمجھ نامکمل یا غلط ہے۔ لہذا یہ تنازع خدا کی رحمت کا ثبوت ہے۔

یہ تنازعہ نہ صرف اس بات کی شناخت سے متعلق ہے کہ "تیری قوم کے لٹیروں" کی نمائندگی کرنے والی قوت کون ہے، بلکہ اس سے بھی کہ آیا سطر بہ سطر کے طریقہ کار، جیسے اس تنازعے کے دونوں فریق برقرار رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں، کو درست طور پر لاگو کیا جا رہا ہے یا نہیں۔ سطر بہ سطر کے اس طریقہ کار سے وابستہ نبوی قواعد میں کچھ خاص نبوی اصول شامل ہیں جو گندم اور جنگلی گھاس کی چھانٹی کے عمل کا حصہ ہوں گے۔ سطر بہ سطر کے طریقہ کار کے تین وہ عناصر جن کے بارے میں میرا اصرار ہے کہ اس موجودہ تنازعے میں غلط سمجھ جا رہے ہیں، یہ ہیں: مسیح بحیثیت حق، مسیح بطور الفا اور اومیگا، اور نبوت کا تہرا اطلاق۔

آخر کار جو لوگ دانی ایل کے گیارہویں باب کی چودھویں آیت کی غلط تعبیر کے قائل ہیں، یہ ثابت ہو جائے گا کہ وہ اپنا عقیدتی موقف ایک ذاتی تعبیر پر قائم کرتے ہیں۔

اور ہمارے پاس نبوت کا زیادہ یقینی کلام بھی ہے؛ جس پر تم توجہ دو تو اچھا کرو گے، جیسے اندھیری جگہ میں چمکنے والے چراغ پر، جب تک دن نہ نکل آئے اور صبح کا ستارہ تمہارے دلوں میں طلوع نہ ہو۔ یہ بات پہلے جان لو کہ کتاب مقدس کی کوئی نبوت کسی ذاتی تشریح کی نہیں۔ کیونکہ نبوت کبھی بھی انسان کی مرضی سے نہیں آئی، بلکہ خدا کے مقدس آدمیوں نے روح القدس کی تحریک سے کلام کیا۔ ۲ پطرس ۱:۱۹-۲۱

آیت چودہ پر ہونے والے تنازع میں، میرے نزدیک 'ذاتی تشریح' کی ایک مثال The Great Controversy میں ملتی ہے۔

چونکہ سبت عالم مسیحیت میں خاص محور نزاع بن گیا ہے، اور مذہبی اور دنیاوی حکام اتوار کی پابندی نافذ کرنے کے لیے یکجا ہو گئے ہیں، اس لیے ایک چھوٹی اقلیت کا عوامی مطالبے کے آگے جھکنے سے مسلسل انکار انہیں عام لعنت و ملامت کا نشانہ بنا دے گا۔ یہ زور دیا جائے گا کہ جو چند افراد کلیسیا کے ایک ادارے اور ریاست کے ایک قانون کی مخالفت میں کھڑے ہیں، انہیں برداشت نہیں کیا جانا چاہیے؛ کہ بہتر یہ ہے کہ وہ تکلیف اٹھائیں بنسبت اس کے کہ پوری قومیں ابتری اور لاقانونیت میں مبتلا ہو جائیں۔ یہی دلیل صدیوں پہلے 'قوم کے سرداروں' نے مسیح کے خلاف پیش کی تھی۔ مکار کایا فاف نے کہا، 'ہمارے لیے یہ مفید ہے کہ ایک آدمی قوم کے لیے مر جائے اور ساری قوم

ہلاک نہ ہو۔' یوحنا 11:50۔ یہ دلیل فیصلہ کن معلوم ہوگی؛ اور آخر کار ان کے خلاف ایک فرمان جاری کیا جائے گا جو چوتھے حکم کے سبت کو مقدس ٹھہراتے ہیں، جس میں انہیں سخت ترین سزا کے مستحق ٹھہرایا جائے گا اور ایک معینہ مدت کے بعد لوگوں کو انہیں موت کے گھاٹ اتارنے کی آزادی دی جائے گی۔ پرانے جہان میں رومن کیتھولکیت اور نئے جہان میں مرتد پروٹسٹنٹیت، ان لوگوں کے ساتھ جو تمام الہی احکام کی تعظیم کرتے ہیں، اسی طرح کا رویہ اختیار کریں گی۔ عظیم کشمکش، 615۔

"Christendom" سے مراد مسیحیوں کی عالمی برادری یا اُن ممالک اور ثقافتوں کا مجموعہ ہے جن میں مسیحیت اکثریتی مذہب ہے۔ یہ اصطلاح عموماً دنیا کے اُن حصوں کے لیے استعمال ہوتی ہے جہاں مسیحیت غالب مذہب ہے اور اس نے ثقافت، قوانین اور سماجی اقدار پر نمایاں اثر ڈالا ہے۔ "Christendom" سے مراد مسیحیت کی عالمی وسعت بھی ہے، جس میں اس کے پیروکار، ثقافتی اثرات اور تاریخی اہمیت شامل ہیں۔ ایلن وائٹ سی ڈی روم میں موجود تکرار کو برقرار رکھتے ہوئے، لفظ "Christendom" ایک سو چھتر مرتبہ آتا ہے۔ جغرافیائی لحاظ سے، سسٹر وائٹ کے نزدیک، عمومی طور پر "Christendom" یورپ اور امریکی براعظموں کی نمائندگی کرتی ہے۔ سسٹر وائٹ کے سیاق میں، یورپ کو "قدیم دنیا" اور امریکی براعظموں کو "نئی دنیا" قرار دیا گیا ہے۔

لیکن برہ جیسے سینگوں والا حیوان 'زمین میں سے ابھرتا ہوا' دیکھا گیا۔ اپنے آپ کو قائم کرنے کے لیے دیگر طاقتوں کو الٹانے کے بجائے، اسی سے نمائندگی پانے والی قوم کو ایسے خطے میں ابھرنا تھا جو پہلے سے غیر آباد ہو اور بتدریج اور پرامن طور پر پروان چڑھے۔ لہذا وہ قدیم دنیا کی بھیڑ بھاڑ اور دست و گریباں قومیتوں کے درمیان ظاہر نہیں ہو سکتی تھی—وہ پراشوب سمندر جو 'لوگوں، اور گروہوں، اور قوموں، اور زبانوں' سے بھرا ہوا ہے۔ اسے مغربی براعظم میں تلاش کیا جانا چاہیے۔

"نئی دنیا کی کون سی قوم 1798 میں اقتدار کی طرف ابھر رہی تھی، قوت اور عظمت کی نوید دے رہی تھی، اور دنیا کی توجہ اپنی طرف مبذول کر رہی تھی؟ علامت کے اطلاق میں کسی سوال کی گنجائش نہیں رہتی۔ ایک ہی قوم، اور صرف ایک، اس پیشین گوئی کی بیان کردہ علامتوں پر پوری اترتی ہے؛ یہ بلا شبہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی طرف اشارہ کرتی ہے۔" دی گریٹ کنٹروورسی، 441۔"

جس پیراگراف پر ہم غور کر رہے ہیں اس کے آخری جملے کو اس بات کا اشارہ دینے کے لیے استعمال کیا گیا ہے کہ "قدیم دنیا میں رومیت اور نئی دنیا میں منحرف پروٹسٹنٹ ازم" دراصل "قدیم دنیا کی رومیت" کو قرون وسطیٰ کے تاریک دور میں پاپائیت کے طور پر، اور ریاستہائے متحدہ امریکہ (منحرف پروٹسٹنٹ ازم) کو جدید روم کے طور پر شناخت کرتا ہے، جس کی نمائندگی عبارت "نئی دنیا میں منحرف پروٹسٹنٹ ازم" کرتی ہے۔ "قدیم" کی تعریف ماضی کی تاریخ کے طور پر اور "نئے" کی تعریف جدید یا موجودہ تاریخ کے طور پر کی جاتی ہے۔ اس طرح کی تطبیق سسٹر وائٹ کے عالم مسیحیت اور قدیم و نئی دنیا دونوں کے بارے میں قائم شدہ فہم کو مسخ کر دیتی ہے۔

جو لوگ اس جملے کو ماضی اور مستقبل کی تاریخ پر منطبق کرتے ہیں، وہ ایک "ذاتی تعبیر" کی نشاندہی کرتے ہیں جو سسٹر وائٹ کے مطلوبہ مفہوم کے براہ راست تضاد میں ہے۔ دعویٰ یہ ہے کہ "پرانہ جہان" ماضی کی تاریخ کی نمائندگی کرتا ہے اور "نیا" جدید یا موجودہ تاریخ کی نمائندگی کرتا ہے (New)۔

عبارت کہتی ہے، "پیروی کریں گے۔" رومن کیتھولکیت اور مرتد پروٹسٹنٹیت "ان لوگوں کے ساتھ جو تمام الہی احکام کی پاسداری کرتے ہیں، ایک جیسی روش اختیار کریں گے۔" اس عبارت میں پرانی دنیا سے مراد یورپ ہے اور نئی دنیا سے مراد امریکہ جات ہیں۔ سسٹر وائٹ یہ تعلیم دیتی ہیں کہ پوری دنیا کو اتوار کے قانون کے امتحان کا سامنا کرنا ہوگا، اور یہ کہ یورپ میں مظالم کی قیادت رومن کیتھولکیت

کرے گی اور امریکہ جات میں مظالم کی قیادت مرتد پروٹسٹنٹ کرے گی۔ امریکہ جات اور یورپ ہی وہ ہیں جنہیں "عیسائی دنیا" کہا جاتا ہے۔ رومن کیتھولکیت اور مرتد پروٹسٹنٹ دونوں "ان لوگوں کے ساتھ جو تمام الہی احکام کی پاسداری کرتے ہیں، ایک جیسی روش اختیار کریں گے۔"

'pursue' pursue' دونوں طاقتوں کی جانب سے مستقبل کی کارروائی کی نشاندہی کرتا ہے، اور نحوی اعتبار سے یہ کہنا ناممکن ہے کہ عالم قدیم کا رومنزم قرون وسطیٰ کے تاریک دور کی پاپائی طاقت ہے۔ دونوں طاقتوں کی طرف سے کی جانے والی ایذا رسانی کو مستقبل کے صیغے میں بیان کیا گیا ہے۔ فقرہ 'pursue' pursue' کے معنی یہ ہیں کہ کسی چیز کے حصول یا اسے پانے کی نیت سے اس کا پیچھا کرنا یا اس کا تعاقب کرنا۔ یہ اس مستقبل کی کارروائی کی طرف اشارہ کرتا ہے جس میں کوئی فرد یا گروہ کسی ہدف یا مقصد کے حصول کے لیے سرگرمی سے تلاش کرنے پر پرعزم ہو۔

یہ فقرہ مختلف سیاق و سباق میں استعمال ہو سکتا ہے: "وہ طبی شعبے میں کیریئر اختیار کرے گی،" یعنی وہ طبی پیشہ ور بننے کی سمت کام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ "وہ انجینئرنگ میں ڈگری حاصل کرے گا،" یعنی اس کا ارادہ ہے کہ وہ کسی اعلیٰ تعلیمی ادارے میں انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کرے۔ "ٹیم منصوبے پر تکمیل تک کام جاری رکھے گی،" یعنی ٹیم منصوبہ مکمل ہونے تک اس پر کام کرتی رہے گی۔ "وہ کمپنی کے خلاف قانونی کارروائی کریں گے،" یعنی وہ شکایت کا ازالہ کرنے یا انصاف حاصل کرنے کے لیے قانونی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مجموعی طور پر، "pursue" pursue عزم، وابستگی، اور مستقبل میں کسی مخصوص ہدف یا نتیجے کو حاصل کرنے کے واضح ارادے کی نشان دہی کرتا ہے۔

وہ ذاتی تعبیر جس کے ذریعے یہ سکھایا جاتا ہے کہ قدیم دنیا کا رومن ازم ماضی کا قصہ بن چکا ہے، بعد ازاں اسی کو بطور بنیاد استعمال کیا جاتا ہے تاکہ نبوت کے سہ گانہ اطلاق کی ایک غلط تطبیق کو سہارا دیا جا سکے۔ یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ "روم" کے سہ گانہ اطلاق میں پہلے بت پرست روم، پھر پاپائی روم، اور پھر ریاست ہائے متحدہ شامل ہیں، جو تین روموں میں تیسرا ہے۔ 11 ستمبر 2001 کے فوراً بعد بھی ایک نہایت مشابہ مگر معیوب اطلاق اختیار کیا گیا، جب ایک گروہ جوئیل کی کتاب کے مسئلے پر تحریک سے الگ ہو گیا۔

تب تنازعہ کینیڈا میں ایک کیمپ میٹنگ میں شروع ہوا، جہاں تین مصیبتوں کے تہرے اطلاق کو کتاب یوایل پر منطبق کیا گیا تاکہ یہ سکھایا جائے کہ تیسری مصیبت سے مراد اسلام ہے، اور وہی وہ قوم ہے جو باب اول کی آیت چھ میں اس زمین پر چڑھ آئی تھی۔ وہ قوم پاپائی روم ہے، لیکن ایک ذاتی تعبیر متعارف کرائی گئی جس میں دعویٰ کیا گیا کہ وہ قوم اسلام ہے۔ تین مصیبتوں کے تہرے اطلاق نے اسلام کو 11 ستمبر 2001 کی قوت کے طور پر قرار دیا تھا، اور نئی ذاتی تعبیر نے اصرار کیا کہ یوایل باب اول کی پاپائی قوت دراصل اسلام ہی ہے۔ کتاب یوایل میں پاپائی قوت کی صحیح شناخت کو رد کرنے والی ایک ذاتی تعبیر کو تین مصیبتوں کے غلط اطلاق سے تقویت دی گئی۔ اب ایک ذاتی تعبیر متعارف کرائی جا رہی ہے جو پاپائی قوت کو ایک طرف رکھ کر اس کی جگہ ریاستہائے متحدہ کو قرار دیتی ہے۔

جو کچھ ہو چکا ہے وہی پھر ہوگا؛ اور جو کچھ کیا گیا ہے وہی پھر کیا جائے گا؛ اور آفتاب کے نیچے کوئی نئی بات نہیں۔ کیا کوئی ایسی چیز ہے جس کے بارے میں کہا جائے، دیکھو، یہ نئی ہے؟ وہ تو پہلے ہی ہم سے پہلے کے قدیم زمانوں میں ہو چکی ہے۔ واعظ ۹: ۱۰، ۱۰۔

آخری ایام کے تنازعات میں پرانے تنازعات کی تکرار بھی شامل ہے، اور دانی ایل باب گیارہ میں یوریاہ اسمتھ کا یہ تنازع ہے کہ انہوں نے "شمال کے بادشاہ" کی علامت پر اپنی ذاتی تعبیر مسلط کر دی۔ اس طرح انہوں نے دانی ایل باب گیارہ کی ایسی سمجھ گھڑ لی جو صرف تاریکی پیدا کرتی تھی۔ ان آخری ایام میں جو تنازعات دہرائے جا رہے ہیں وہ بالخصوص اس نتیجے کی نشان دہی کرتے ہیں جو ثابت

شدہ سچائی پر ذاتی تفسیریں لاگو کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ یہی اسمتھ نے اپنی کتاب "دانی ایل اور مکاشفہ" میں کیا۔ کتاب یوٹیل کے تنازع میں بھی کچھ کیا گیا، اور یہی عوامل اس وقت بروئے کار لائے جاتے ہیں جب "عظیم کشمکش" کی ایک عبارت کو اس تعریف سے گریز کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو دنیا میں اور ایلن وائٹ کی تحریروں میں موجود ہے کہ "Christendom" کس کی نمائندگی کرتا ہے، نیز نحو کے بنیادی قواعد کو بھی رد کر دیا جاتا ہے جو واضح کرتے ہیں کہ "pursue" کا فقرہ ایک مستقبل کے واقعے کی نشان دہی کرتا ہے۔ اسی نقطہ حوالہ سے، یہ ناقص تصور کہ "World" سے مراد 538 سے 1798 تک پاپائی اقتدار کی تاریخ ہے، پھر نبوت کے سہ گانہ اطلاق کی تعریف کے مسلمہ فہم کے خلاف دلیل دینے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

نبوتی تاریخ میں خدا نے جن باتوں کو ماضی میں پورا ہونے کے لیے متعین کیا تھا، وہ سب پوری ہو چکی ہیں، اور جو کچھ اپنی ترتیب کے مطابق ابھی آنا باقی ہے، وہ بھی ضرور ہوگا۔ دانیال، خدا کا نبی، اپنے مقام پر قائم ہے۔ یوحنا اپنے مقام پر قائم ہے۔ مکاشفہ میں یہوداہ کے قبیلے کے شیر نے نبوت کے طالب علموں کے لیے کتاب دانیال کو کھول دیا ہے، اور یوں دانیال اپنے مقام پر قائم ہے۔ وہ اپنی گواہی دیتا ہے، یعنی وہی جو خداوند نے اسے رویا میں ان عظیم اور پرہیبت واقعات کے بارے میں دکھایا تھا، جن کے پورا ہونے کی دہلیز پر ہم کھڑے ہیں اور جنہیں ہمیں ضرور جاننا چاہیے۔

تاریخ اور نبوت میں خدا کا کلام حق اور باطل کے درمیان طویل عرصے سے جاری کشمکش کی تصویر کھینچتا ہے۔ یہ کشمکش ابھی تک جاری ہے۔ جو باتیں ہو چکی ہیں، وہ دوبارہ دہرائی جائیں گی۔ پرانے مناظرات پھر زندہ ہوں گے، اور نئے نظریات مسلسل ابھرتے رہیں گے۔ لیکن خدا کے لوگ، جنہوں نے اپنے ایمان اور پیش گوئیوں کی تکمیل کے ضمن میں پہلے، دوسرے اور تیسرے فرشتوں کے پیغامات کی منادی میں حصہ لیا ہے، جانتے ہیں کہ وہ کہاں کھڑے ہیں۔ ان کے پاس ایسا تجربہ ہے جو خالص سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ انہیں چاہیے کہ وہ چٹان کی طرح ثابت قدم رہیں، اپنے ابتدائی یقین کو آخر تک مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ منتخب پیغام، کتاب 2، 109۔

یہ بات آسانی سے ثابت کی جا سکتی ہے کہ سسٹر وائٹ، پولس کے "ان کے اعتماد کی ابتدا" کو ایڈونٹسٹ ایمان کی بنیادی سچائیاں قرار دیتی ہیں۔ ملرائٹس نے سکھایا کہ "تیری قوم کے لٹیروں" سے مراد پاپائی طاقت ہے، اور 1989 کے بعد سے ایک لاکھ چوالیس ہزار کی تحریک نے بارہا اسی علامت کی وہی تفہیم کی نشاندہی کی ہے جیسی ملرائٹس نے کی تھی۔ اب اس بارے میں ایک "نیا نظریہ" موجود ہے کہ "تیری قوم کے لٹیروں" کون ہیں، اور اس نے ایک پرانا تنازع اس معنی میں پھر سے زندہ کر دیا ہے کہ یہ ایک قائم شدہ نبوتی علامت کی غلط شناخت استعمال کرتا ہے تاکہ ایک ایسا نبوتی نمونہ تعمیر کرے جو ریت پر کھڑا کیا گیا ہے۔ چاہے وہ اسمتھ کی ذاتی تعبیر ہو، یا یوایل باب اول میں قوم کی غلط تطبیق، یا ریاستہائے متحدہ امریکہ کو جدید روم قرار دینا؛ یہ تینوں مغالطے آخری ایام میں پاپائی روم کی درست تفہیم پر حملہ کرتے ہیں، اور یوں وہ اس علامت پر بھی حملہ کرتے ہیں جو اس نبوتی رویا کو قائم کرتی ہے جو یہ متعین کرتی ہے کہ خدا کے لوگ ہلاک ہوتے ہیں یا زندہ رہتے ہیں۔

آئندہ یورپ میں رومن ازم اور امریکی براعظموں میں مرتد پروٹسٹنٹزم سبت رکھنے والوں پر ظلم و ستم کو 'جاری رکھیں گے'، جیسا کہ پوری مقدس تاریخ میں ہوتا آیا ہے۔

خدا اپنے لوگوں کو بیدار کرے گا؛ اگر دوسرے ذرائع ناکام ہو جائیں، تو بدعتیں ان کے درمیان داخل ہوں گی، جو انہیں چھانیں گی اور بھوسے کو گندم سے جدا کر دیں گی۔ خداوند ان سب کو جو اس کے کلام پر ایمان رکھتے ہیں، نیند سے بیدار ہونے کے لیے پکارتا ہے۔ قیمتی روشنی آچکی ہے، جو اس زمانے کے لیے موزوں ہے۔ یہ بائبل کی سچائی ہے، جو ان خطرات کو ظاہر کرتی ہے جو ہم پر آن پڑے ہیں۔ یہ روشنی ہمیں صحائف کے دلجمعی کے ساتھ مطالعے اور ان موقفوں کی نہایت تنقیدی جانچ پڑتال کی طرف لے جانی چاہیے جن پر ہم قائم ہیں۔ خدا چاہتا ہے کہ سچائی کے تمام پہلو اور موقفوں کو دعا اور روزے کے ساتھ پوری طرح اور ثابت قدمی سے کھنگالا جائے۔ ایمان داروں کو

اس بارے میں محض قیاسات اور مبہم تصورات پر قناعت نہیں کرنی چاہیے کہ سچائی کیا ہے۔
گاسپل ورکرز، 299.

ہم ان خیالات کو اگلے مضمون میں جاری رکھیں گے۔